قبر پرستی
دُنیا میں کیسے پھیلی
تألیف
مولانا سید محمد داود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ
مکتبہ محمدیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# قبر پرستی دُنیا میں کیسے پھیلی

اس کے اسباب وجوہات اور
اس فتنہ عظیمہ سے روکنے کے وسائل وذرائع

تالیف
سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

تسہیل وتزئین
حافظ عبدالخبیر اویسی حفظہ اللہ

ناشر
مکتبہ محمدیہ تذافی سٹریٹ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
Mob.: 0300-4826023

| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | | قبر پرستی دُنیا میں کیسے پھیلی |
| طابع | -------------- | عبدالرحمان عابد |
| طبع اول | -------------- | جنوری 2009ء |
| تعداد | -------------- | 1100 |
| قیمت | -------------- | 30/- روپے |

**اسٹاکسٹ**

طیبہ قرآن محل، مکہ سنٹر گلی نمبر 5 منشی محلہ امین پور بازار، فیصل آباد
Ph: 041-2629292,2624007

- دارالکتب السلفیہ 4- شیش محل روڈ لاہور۔ دارالفرقان الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
- کتاب سرائے الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ مکتبہ اسلامیہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
- مکتبہ اہل حدیث زیریں مسجد اہل حدیث امین پور بازار فیصل آباد۔ مکتبہ قدوسیہ امین پور بازار فیصل آباد
- والی کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ۔ فضلی سنز اردو بازار کراچی
- **اشفاق کیسٹ ہاؤس** نزد جامعہ عزیزیہ پل بازار ساہیوال - مکتبہ تفہیم السنۃ غازی آباد روڈ شیر ربانی ٹاؤن اوکاڑہ
- مکتبہ الاثریہ عارف ٹاؤن گلی نمبر ۶ صادق آباد 0306-3336670

اسلامی کتب خانہ ڈاکخانہ بازار چیچہ وطنی ضلع ساہیوال
Mob:0301- 4085081- 03467467125

# فہرست مضامین

# عرض ناشر

یہ کتابچہ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے، یہ مفکرّ اسلام علامہ سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مقالہ پر مشتمل ہے جو نہایت سلیس، سادہ، غیر جذباتی اور قرآن وسنت کے ٹھوس دلائل سے مرصع ہے۔

اس کتابچہ کے شروع میں اس مضمون کی مماثلت کا ایک مضمون بقلم عظیم مفکر، مترجم اور ادیب علامہ عبدالرزاق ملیح آبادی رحمہ اللہ لگایا گیا ہے جو علامہ رحمہ اللہ نے تقریباً پون صدی قبل شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب الوسیلہ کے مقدمہ کے طور پر لکھا تھا، اس کی افادیت کو مدّ نظر رکھتے ہوئے اس میں شامل کیا ہے تاکہ متلاشیانِ حق اچھی طرح سید صاحب رحمہ اللہ کے مضمون سے استفادہ کر سکیں، یہ کتابچہ جہاں عام اور کم پڑھے لکھے لوگوں کے لیے عقیدہ کی مضبوطی کا باعث بنے گا وہیں یہ واعظین کے لیے بھی ایک نایاب تحفہ ثابت ہوگا۔ ان شاء اللہ

ہماری کوشش ہے کہ قرآن وسنت کی دعوت زیادہ سے زیادہ عام ہو اور شرک و بدعت میں پھنسے ہوئے مسلمان پھر سے نبی اکرم فداہ ابی وامی ﷺ کے لائے ہوئے دین کو اس کی اصلی صورت میں دیکھ سکیں۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ

عبدالرحمٰن عابد

۲۰-۰۱-۰۹

# مؤلف کتاب ایک نظر میں

اگست ۱۸۹۵ء.................دسمبر ۱۹۶۳ء

سید محمد داؤد غزنوی بن سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ خاندان غزنویہ کے چشم و چراغ تھے جن کی ولادت اوخر جولائی یا اوائل اگست ۱۸۹۵ء امرتسر میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم اپنے والد اور چچا سید عبدالاول وسید عبدالواحد غزنوی رحمہا اللہ وغیرہ سے حاصل کی، فقہ و حدیث کی تکمیل شیخ الکل فی الکل السید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے مدرسہ میں رہ کر کی، جب کہ معقولات وغیرہ کی تکمیل لکھنؤ کے مشہور زمانہ اساتذہ کرام سے کی فقہ و حدیث کے سلسلہ میں محدث شہیر حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری رحمہ اللہ اور منطق و فلسفہ میں مولانا سیف الرحمٰن رحمہ اللہ کابلی کا نام قابل ذکر ہے۔

تربیت و اصلاح، ذوق تصوف، بلندی فکر، علمی گہرائی، زہد وتقویٰ وحق گوئی اپنے اسلاف سے ورثہ میں پائی تھی۔

تکمیل وفراغت کے بعد مدت تک اپنے آبائی مدرسہ مدرسہ غزنویہ میں تشنگان علوم و فنون کو سیراب کرتے رہے مگر طبیعت میں چونکہ حریت وآزادی کا الاؤ جل رہا تھا لہٰذا دیر تک گوشہ عافیت پر قانع نہ رہ سکے بلکہ میدان کارزار میں داخل ہوگئے یہ ۱۹۱۹ء کا دور تھا، جب انگریزی جبر واستبداد کے خلاف فضا گرم تھی لہٰذا ترکی خلافت کے بقاو تحفظ اور انگریزی جبرو استبداد کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لیے میدان سیاست میں آگئے۔ چونکہ جوانی کا عالم تھا غزنوی خون رگ وپے میں دوڑ رہا تھا انگریزی استعمار کے خلاف اپنی شعلہ بار تقریروں کا وہ لامتناہی سلسلہ شروع کیا کہ تخت برطانیہ متزلزل ہوگیا اور ہندوستانیوں کے ذہن و دماغ پہ چھایا ہوا رعب و دبدبہ ہوا ہوگیا۔ تحریک خلافت کو جس کامیابی کے ساتھ آپ نے آگے

بڑھایا اس نے آپ کو اس کے بانیوں کی صف میں لا کھڑا کیا۔

خالق کائنات نے آپ کو رعب و جلال بھی کچھ ایسا عطا فرمایا تھا کہ بڑے سے بڑا آدمی پگھلنے لگتا تھا۔ سول نافرمانی تحریک کے زمانہ میں امرتسر میں کانگریس نے جب متوازی حکومت قائم کر لی تو ایک حصہ پر صرف سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی حکومت قائم ہوگئی اور اس حصہ میں رہنے والے بڑے بڑے سرمایہ داروں سے ان کی بعض کوتاہیوں پر بڑی بڑی رقوم بطور جرمانہ ان پر عائد کی گئیں جنہیں ان سرمایہ داروں نے بخوشی تسلی کرتے ہوئے ادا کیا۔

۱۹۱۹ء ہی میں چونکہ جوانی کا عالم تھا انگریز کی مخالفت زوروں پر تھی ہر سیاسی و سماجی تحریک اور جلسہ میں شریک ہوتے تھے جلیانوالا باغ امرتسر میں جنرل ڈائر کی سفاکی کا نشانہ بنتے بنتے بچے۔

اسی زمانہ میں تحریک خلافت کے بعض کارکنوں نے ناعاقبت اندیشی کے سبب بعض جھوٹی سچی باتوں کو بہانہ بنا کر آل سعود کے خلاف جب تحریک چلائی تو سید محمد داؤد غزنوی و سید محمد اسماعیل غزنوی، بطل حریت ظفر علی خاں اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے اس گمراہ کن پروپیگنڈہ کا زبردست مقابلہ کیا۔

آپ نے اپنی زندگی میں مختلف تحریکوں کو اپنے زور بیان گہرائی گیرائی اور قائدانہ صلاحیتوں اور سیاسی بصیرت سے نہ صرف یہ کہ زندہ رکھا بلکہ اس میں مرکزی کردار ادا کیا۔

خلافت کمیٹی سے علیحدگی کے بعد احرار میں شمولیت اختیار کی اور سلطان ابن سعود کی خدمت میں احرار کی جانب سے جانے والے وفد کی قیادت کا شرف بھی آپ ہی کے نصیب میں آیا۔

آپ کی زندگی کے حالات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انگریزی استبداد کی مخالفت آپ کے رگ و ریشے میں پیوست ہوگئی تھی اسی لیے غیر منقسم ہندوستان میں اٹھنے والی ہر اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے جو انگریزی اقتدار کو ہندوستان سے باہر نکالنے کے لیے

وجود میں آتی خلافت کمیٹی، جمعیۃ علماء اسلام مجلس احرار، کانگریس سے لے کر مسلم لیگ تک تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں اور تنظیموں کو اپنی قائدانہ صلاحیتوں سے فیض یاب کیا۔

اگر دیکھا جائے تو کم و بیش پندرہ سال قید و بند کی صعوبتوں میں گزر گئے امرتسر، سیالکوٹ، شاہ پور، روہتک، ملتان، لاہور، منٹگمری، اٹک، میانوالی، سرگودھا اور گجرات کی جیلوں میں بار بار داخل کیے گئے۔

یہ سب کچھ ہوا مگر کلمہ حق کبھی دبی زبان سے کہنا پسند نہیں کیا۔ دین، وطن اور آزادی کی خاطر ہر طاغوت سے لڑ گئے اور انجام کی کبھی پرواہ نہیں کی۔

مسلمانوں کے عزت و وقار کو دوبارہ بحال کرنے کی تڑپ ہر وقت لگی رہتی تھی اور اس کے لیے طرح طرح کی تحریکیں اور قسم قسم کے منصوبے بنانے اور طریقہ کار متعین کرنے میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ ضد، ہٹ دھرمی، تعصب اور حزبیت سے بچ کر تمام مسلمانوں کو ایک ساتھ جمع کر کے مشترکہ کوشش کے لیے قدم اٹھانے پر لوگوں کو آمادہ کرتے اور اپنے زبردست عزم و حوصلہ کے باعث ایسے وقت میں جب کہ مسلمان آپس کے نزاع اور اختلاف سے بری طرح دوچار تھے لاہور میں ایک عظیم الشان اجلاس بلانے کی ٹھان لی۔

اور اجلاس بھی ایسا کہ ہندوستان کی تاریخ میں ایک آدمی کی دعوت پر اتنا عظیم اجلاس کبھی نہ ہوا ہوگا جس میں شریک ہونے والوں میں صرف علماء کرام کی تعداد تقریباً پانچ سو تھی اور تعجب تو اس بات پر ہے کہ ہندوستان میں پائے جانے والے جملہ مسالک و مکاتب فکر کے ساتھ ساتھ صوفیاء و مشائخ کا ایک جم غفیر بھی تھا۔ مولانا سلامت اللہ لکھنوی اگر اس اجلاس میں شریک تھے تو مولانا عبدالباری فرنگی محلی بھی جلوہ افروز تھے اگر ایک طرف احمد رضا خاں بریلوی موجود تھے، تو دوسری طرف مولانا اشرف علی صاحب تھانوی بھی تھے، اگر اس میں مفتی مولانا کفایت اللہ صاحب شریک تھے تو دوسری طرف مولانا معین الدین اجمیری، مولانا حسین احمد مدنی، پیر جماعت علی شاہ، پیر مہر علی شاہ وغیرہ وغیرہ صوفیاء و مشائخ

بھی حاضر تھے۔

یہ تمام علماء وصوفیا اپنے عقیدہ واعمال کا اختلاف بالائے طاق رکھ کر ملی مسائل پر غور کرنے کے لیے ایک مرد قلندر کی آواز پر جمع ہو گئے تھے اور اس اللہ کے بندے نے اس اجتماع کی صدارت ایک فہیم مدبر، سیاستدان اور عالم کے سپرد کر دی تھی جس کو لوگ ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کے نام سے یاد کرتے تھے۔

استخلاص وطن اور شوکت اسلام کی بازیابی کے لیے جو جذبہ دل وجگر میں موجزن تھا اس سے مجبور ہو کر اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے مولانا آزاد کی بیعت بھی کی۔

آپ جمعیۃ علماء ہند کے ناظم اور پنجاب کانگریس کے صدر بھی رہے مجلس احرار کے بانیوں میں شمار کیے گئے خلافت کمیٹی کے بھی زمانہ دراز تک سیاہ وسفید کے مالک رہے آزاد مسلم کانفرنس کی تحریکوں میں خوب حصہ لیا۔

تحریک کشمیر میں جو مقام آپ نے حاصل کیا وہ شاید ہی کسی اور کو ملا ہو، مجلس احرار سے علیحدگی کے بعد جب آپ نے کانگریس میں شمولیت اختیار کی تو اس وقت پنجاب کی سیاست زوروں پر تھی۔ کانگریس کے لیے مولانا سید داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ مناسب آدمی نہ مل سکا، چنانچہ مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کے مشورہ سے آپ پنجاب کانگریس کے صدر بھی منتخب کیے گئے اور شاید یہ بھی کانگریس کی زندگی میں اپنی نوعیت کا نرالا واقعہ ہو کہ پورے پنجاب میں کانگریس صرف ایک ہی سیٹ حاصل کر سکی اور وہ سیٹ تھی جناب مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی، یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ اس سلسلہ میں جو عنصر کام کر رہا تھا وہ صرف آپ کی ذات خاندانی وجاہت اور ان کے حلقہ کے لوگوں کے دلوں میں ان کی عزت تھی۔

باوجود اس کے کہ وہ ساری زندگی آزادیٔ وطن کی خاطر انگریزی استعمار سے نبرد آزما رہے مگر خدمت دین کے لیے ہر وقت کوشاں رہے سیاست میں داخل ہونے کے بعد بھی

کلمہ حق بلند کرنا نہیں چھوڑا، اس سلسلہ میں جہاں آپ نے ارباب سیاست کی پرواہ نہیں کی وہیں وقت کے برسر آوردہ علماء کرام کی ناانصافیوں پر بھی سکوت اختیار نہیں کیا۔

ساری زندگی مسلک عمل بالحدیث کے عامل و داعی اور اس کے لیے کوشاں رہے، محبت الٰہی والفت نبوی میں کسی کی شرکت گوارہ نہ تھی، حدیث وقرآن کے مقابلہ میں کسی کی بات کو قبول نہ کرتے تھے، لیکن ان تمام چیزوں کے باوجود ائمہ دین و مجتہدین و مشائخ کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی بھی ان کے نزدیک ناقابل معافی جرم تھا۔ اس سلسلہ میں آپ کسی طرح کی کوتاہی گوارہ نہ کرتے تھے زہد وتقویٰ خشیت وانابت کے ساتھ ساتھ شجاعت، دلیری، بیباکی وروشن ضمیری اس مرد جلیل اور بطل عظیم کا کبھی نہ جدا ہونے والا وصف تھا۔

ان تمام اوصاف حمیدہ کے باوصف علوم اسلامیہ میں گہری بصیرت رکھتے تھے۔

۱۶/ دسمبر ۱۹۶۳ء دوشنبہ کے دن حسب معمول نماز فجر کی ادائیگی کے بعد دیر تک وظیفہ وغیرہ پڑھتے رہے۔ بعد میں اخبارات کا مطالعہ کیا، اہل خاندان سے بات چیت کی، ناشتہ کیا، یہ سب کچھ حسب معمول تھا مگر پونے ۹ بجے کے قریب اچانک دل کا دورہ پڑا اور جان جاں آفریں کے سپرد کردی۔ اللھم اغفرله وارحمه انك انت الغفور الرحیم

علم وعمل کا یہ مجسمہ، نور وعرفاں کا یہ مینار، آزادیٔ وطن کا بیباک سپاہی، اخلاق وکردار میں اسلاف کی میراث کا امین اور کتاب وسنت کا یہ شیدائی جماعت اہلحدیث کے علاوہ ہزاروں شیدائیوں کو سوگوار چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے رخصت ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

رضاء اللہ عبدالکریم المدنی

۸۸-۰۹-۱۲

# مقدمہ

از: علامہ عبدالرزاق ملیح آبادی رحمہ اللہ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اُمیہ کے دور میں رویا کرتے تھے کہ عہد اول کا دین باقی نہیں رہا لیکن اگر وہ ہمارے اس دور کو دیکھتے تو کیا کہتے؟ کیا وہ ہمیں ''مشرک'' قرار نہ دیتے اور ہم انہیں کوئی برا نام نہ دیتے کیونکہ اس وقت اور آج کے اسلام میں اب اگر کوئی مشترک چیز باقی رہ گئی ہے تو وہ صرف لفظ اسلام ہے یا چند ظاہری و رسمی عبادات ہیں اور وہ بھی بدعت کی آمیزش سے پاک نہیں۔ کتاب اللہ جیسی آسمان سے اتری تھی اب تک بے غل وغش قائم ہے۔ سنت رسول اللہ بھی مدون ومحفوظ مسلمانوں کے ہاتھوں میں موجود ہے، مگر کتنی بڑی بدنصیبی ہے کہ دونوں مہجور و متروک ہیں، طاقوں اور الماریوں کی زینت ہیں یا گنڈوں، تعویذوں میں مستعمل ہیں۔ مسلمان اپنی عملی زندگی میں ان سے بالکل آزاد ہیں اور باوجود ادعائے اتباع ان سے مخالف چل رہے ہیں۔ اجمیر کا عرس دیکھنے کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ یہ وہی مسلمان ہیں جو عامل قرآن اور علمبردار توحید تھے؟ اودھ کے ایک ہندو رہنما نے اجمیر کی کیفیت دیکھ کر کہا تھا ''اب تک مجھے شک تھا کہ ہندو مسلمانوں میں اتحاد ہو سکتا ہے مگر آج مجھے یقین ہو گیا ہے کیونکہ ہمارے اور مسلمانوں کے مذہب میں اگر کچھ فرق ہے تو صرف ناموں کا ہے حقیقت دونوں کی ایک ہی ہے'' اور یہ اس نے سچ کہا کیونکہ آج ہندوؤں اور مسلمانوں کے شرک میں اگر کوئی فرق ہے تو وہ ناموں اور طریقوں ہی کا ہے ورنہ حقیقت تقریباً ایک ہے۔ ہندو بتوں کے سامنے جھکتے ہیں تو مسلمان قبروں کے سامنے، ہندو رام و کرشن کی پرستش کرتے ہیں تو مسلمان جیلانی و اجمیری کی! یہ کہنا کہ ہم پرستش نہیں کرتے ہم انہیں خدا نہیں سمجھتے محض بے معنی بات ہے۔ کیونکہ ہندو بھی اللہ واحد کے علاوہ

کسی کی بھی الٰہ سمجھ کر پرستش نہیں کرتے اور نہ ہی مشرکین عرب کرتے تھے جیسا کہ اس کتاب میں مفصل مذکور ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ تم اپنی پرستش کو ''پرستش و عبادت'' نہیں کہتے کچھ اور نام دیتے ہو مگر ناموں کے اختلاف سے حقیقت تو نہیں بدل سکتی۔

حساس آدمی کے لیے مسلمان مشرکوں کے حالات و خیالات معلوم کرنا ایک ناقابل برداشت مصیبت ہے، اس فرقہ میں عقل و نقل دونوں کا کال (قحط) ہے۔ ایک طرف تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ علام الغیوب ہے، سمیع و بصیر ہے، آسمانوں اور زمینوں میں ایک ذرہ بھی اس سے اوجھل نہیں اور نہ ہی وہ اس کی مرضی کے بغیر حرکت کر سکتا ہے، وہ ہم سے دور نہیں، نزدیک ہے اور اتنا نزدیک کہ اس سے زیادہ نزدیکی ممکن نہیں، پھر وہ رحمٰن و رحیم ہے، غفور و غفار ہے، سخی ہے، بے حساب دیتا ہے، جبار بادشاہ نہیں کہ کسی کو اپنے در پر آنے نہ دے، ہر وقت اس کا دروازہ کھلا ہے، ہر وقت اس کا ہاتھ پھیلا ہے، ہر وقت اس کا لنگر جاری ہے، یہ سب اور اس سے زیادہ مانتے ہیں، مگر ''مگر'' کے آگے عقل و دانش کی موت ہے انسانیت اور انسانی شرافت کا ماتم ہے! مگر کے بعد یہ ہے قبروں کے سامنے جھکنا ضروری ہے! مُردوں سے منتیں ماننا ضروری ہے! شفارش و شفاعت کے بغیر اس دربار میں رسائی ممکن ہے، یہ قبر غوث اعظم کی ہے جو مر جانے کے بعد بھی ''غوث'' ہیں اور ملک الموت سے قبض کی ہوئی روحوں کا تھیلا چھین سکتے ہیں! یہ ''محبوب سبحانی'' ہیں۔ ''عاشق جان نثار'' کو ضد کر کے مجبور کر دیتے ہیں! یہ ''غریب نواز'' ہیں اور مرنے پر بھی مٹھیاں بھر بھر کے دیتے ہیں! چنانچہ انسانیت و اسلام کے یہ مدعی جوق در جوق قبروں پر جاتے ہیں ماتھے گھستے ہیں، ناک رگڑتے ہیں اور وہ سب کچھ کرتے ہیں جو کوئی شریف النفس اور خوددار انسان کسی مخلوق کے سامنے نہیں کر سکتا۔

انسان کے پاس سب سے بڑی دولت اس کی اپنی انسانیت ہے، یہ جاتے ہیں اور اس متاع عزیز کو چونے اور اینٹ کے چبوتروں پر بڑی بے دردی سے قربان کر آتے ہیں!

اگر کہا جاتا ہے کہ دیکھو کیا کرتے ہو؟ شریعت نے منع کیا ہے، ایسے کاموں کو شرک ٹھہرایا ہے، جہنم سزا بتائی ہے تو جواب اعراض وانکار ہے، تاویل وتحریف ہے۔ شریعت و حقیقت کی بحث ہے، ظاہر و باطن کی حجت ہے، وہابی وحنفی کا فرق ہے۔ قرآن کی آیت اور محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے مقابلہ میں حسن بصری، شبلی، جیلانی رحمہم اللہ، چشتیؒ کے ملفوظات ہیں۔ حالانکہ ان میں سے کسی نے بھی کوئی شرک جائز نہیں رکھا، مگر کس سے کہا جائے؟ کان ہوں تو سنیں، آنکھیں ہوں تو دیکھیں، دل ہوں تو سمجھیں۔

جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۔ (۱۷۹:۷)

ترجمہ: ''ان کے دل ہیں مگر وہ ان کو سمجھنے کے لیے استعمال نہیں کرتے، ان کی آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں۔ ان کے کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں۔ دراصل وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گذرے۔

(الاعراف: آیت ۱۷۹)

یہ صرف عوام کا ہی حال نہیں کہ جہالت کی وجہ سے معذور کہے جائیں۔ ان لوگوں کا بھی ہے جو اپنے تئیں منہ پھاڑ پھاڑ کے ''علماء امت''، ''وارثِ علوم نبوت'' اور ''انبیاء بنی اسرائیل'' کا مشابہ بتاتے ہیں۔ ایک طرف اسفار شریعت کے حامل اور دوسری طرف حقیقت وطریقت کے راز داں ہونے کے مدعی ہیں، دراصل یہی لوگ امت محمدیہ ﷺ کے لیے اصلی فتنہ اور تمام تباہیوں اور بربادیوں کے اصلی سبب ہیں، یہ علماء سوء اس امت کے فقیہی وفریسی وصدوقی ہیں۔ ''ہاروت و ماروت'' ہیں، ''رءوس الشیاطین'' ہیں۔ انہیں نے شریعت کی تحریف کی ہے۔ انہیں نے کتاب وسنت کا دروازہ مسلمانوں پر بند کیا ہے۔ انہیں نے طریقت و بدعت کی تاریکی پھیلائی ہے۔ انہیں نے اسلام کا نام لے کر اسلام کو مسلمانوں کے دلوں سے اکھاڑ پھینکا ہے۔ تیرہ سو برس کی پوری تاریخ ہمارے سامنے کھلی

رکھی ہے، وہ کون سی مصیبت ہے جو ان کے ہاتھوں نہیں آئی؟ وہ کون سی گمراہی ہے جس کا جھنڈا انہوں نے اپنے کاندھوں پر نہیں اٹھایا؟

عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ کہہ گئے ہیں:

وهل بدل الدين الا الملوك واحبار سوءٍ ورهبانها

ترجمہ: ''کیا دین کو بادشاہوں، علماء سوء اور صوفیاں کے علاوہ کسی اور نے بدل ڈالا ہے۔''

الفاظ سخت ضرور ہیں اور شاید قابل مواخذہ بھی ہیں مگر دل و جگر میں جو گھاؤ پڑے ہیں۔ وہ اس سے بھی زیادہ ماتم پر مجبور کرتے ہیں۔ کون انسان ہے جو تیں کروڑ انسانوں کی بے دردانہ تباہی دیکھے اور خاموش رہے؟ کون مسلمان ہے جو امت مرحومہ پر یہ قزاقانہ تاخت اپنی آنکھوں سے دیکھے اور چپ رہے؟ کیا اس کے بعد بھی انسان دیوانہ نہ ہو جائے گا کہ دن کو رات بتایا جاتا ہے، آفتاب کو سیاہ ٹِکا کہا جاتا ہے، حق کو باطل، اور باطل کو حق ٹھہرایا جاتا ہے؟ کون مسلمان ہے جس کے دل میں ذرا بھی نور ایمان ہو اور شریعت کو ضلالت، سنت کو بدعت، ایمان کو کفر، توحید کو شرک اور شرک کو توحید ہوتے دیکھے اور جوش سے ابل نہ پڑے؟ مسلمانوں سے کہا جاتا ہے کہ ''کتاب وسنت کا فہم ناممکن ہے، لہٰذا تم اس سے دور رہو اشخاص کی تقلید واجب ہے، لہٰذا بے چون و چرا ہمارے پیچھے چلے چلو، قبریں اونچی کرو، قبے بناؤ، اولیاء سے منتیں مانو، اللہ تعالیٰ تک مخلوق کو وسیلہ بناؤ، جو چاہو کرو، بخشے جاؤ گے۔ کیونکہ شفیع المذنبین کی امت ہو، یہی دین ہے، یہی شریعت ہے، یہی سنت ہے!''
کیا ہم یہ سب سنیں اور خاموش بیٹھے رہیں؟ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ مصلحین امت اٹھیں اور علماءِ سوء کے اس شر ذمۂ مشومہ کے چہرہ سے نقاب الٹ دیں تاکہ مسلمان اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ ان بڑی بڑی پگڑیوں کے نیچے شیطان کو سجدہ کرنے والے سر ہیں اور ان لمبی گھنی ڈاڑھیوں کی اوٹ میں کفر وریا کی سیاہی چھپی ہوئی ہے؟

کیا مسلمان اپنے ''علماء'' اور ''رہنماؤں'' کے اسلام و اصلاح کا حال سننا چاہتے ہیں؟ اچھا ایک مستقل کتاب کا انتظار کریں (کیونکہ) یہاں اس مختصر دیباچہ میں گنجائش نہیں، تاہم عبرت کے ساتھ یہ واقعہ نوٹ کرلیں کہ ان کے ایک ''مستند عالم'' نے جو ''صوفی'' اور شاید ''پیر'' بھی ہیں تحریک خلافت کے دوران میں تجویز پیش کی تھی کہ علماء و مشائخ کا ایک وفد مرتب ہوکر ''اجمیر شریف'' جائے اور خواجہ صاحب کو امت کی ایک ایک مصیبت سنا کر فریاد کرے! صرف تجویز ہی نہیں بلکہ سنا ہے کہ عملاً یہ مولوی صاحب اپنے ہم مشربوں کے ساتھ شدرحال کر کے گئے اور مزار پر خوب روئے پیٹے مگر افسوس! وہاں سے کوئی جواب نہ ملا اور بے مراد لوٹے چلے آئے؟ کیا یہی وہ توحید ہے جس کی بنیادیں قرآن نے قائم کی تھیں جس کی حفاظت کے ''علماء دین'' مدعی ہیں اور جس کے اتباع و تمسک پر مسلمانوں کو ناز ہے؟ اگر خواجہ صاحب امت محمدیہ (ﷺ) کو اس کے مصائب سے نجات دلا سکتے ہیں تو رام و کرشن کی خدائی پر مسلمان کیوں منہ بناتے ہیں؟ اس اجمیری وفد کی تحریک پرائیویٹ نہ تھی، اخبارات کے کالموں میں علانیہ کی گئی تھی مگر کسی عالم نے بھی یہ اعلان کرنے والے کی زبان نہ پکڑی کہ یہ شرک ہے بلکہ بہت سے مولویوں نے تو اس کی تحریراً تائید کی جیسا کہ اخبارات کے پرانے فائل گواہ ہیں۔ کیا یہی وہ حفاظت دین ہے جس کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں؟

اور اے کاش! ضلالت و بدعت کی حمایت علماء کے اسی گروہ میں محدود ہوتی جسے بدعتی کہا جاتا ہے اور اس گروہ میں منتقل نہ ہوتی جو اصلاح و تجدد کا مدعی ہے۔

میں یہ المناک واقعہ انتہائی رنج و اندوہ کے ساتھ تاریخ کے حوالے اور مسلمانوں کے گوش وگذار کرتا ہوں کہ ابھی چند دن کی بات ہے کہ اس جماعت کے ایک تعلیمی مرکز کے شیخ اعظم اور دوسرے مشائخ نے تعزیہ داری جیسی صریح بدعت بلکہ ''شرک'' کے خلاف فتویٰ دینے سے یہ کہہ کر صاف انکار کردیا کہ موجودہ حالات میں ایسا فتویٰ

''خلافت مصلحت'' ہے۔

کیا یہی طریقہ شریعت کی حفاظت کا ہے؟ کیا یہی نیابت انبیاء علیہم السلام ہے جس کا فرض ہمارے علماء اس خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں؟ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ مسلمان آنکھیں کھولیں، اپنے مذہبی پیشواؤں کی حقیقت معلوم کریں اور دین کی حفاظت اور شرک و بدعت کے ازالہ کے لیے خود آگے بڑھیں؟ اسلام میں نہ پاپائیت ہے نہ روحانی پیشوائیت اور اب وقت آ گیا ہے کہ یہ خود ساختہ پیشوائیت ڈھادی جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کا تعلق اللہ تعالیٰ کے دین سے براہ راست (مضبوط) ہو جائے۔

عبدالرزاق ملیح آبادی

(رحمہ اللہ)

ایڈیٹر ''الجامعہ'' کلکتہ از کلکتہ ۱۹۲۵ء

# قبر پرستی دنیا میں کیونکر پھیلی

## اسباب ووجوہ

### اس فتنہ عظیمہ سے روکنے کے وسائل وذرائع

آج اگر کوئی مسلمان کی تمام موجودہ تباہ حالیوں اور بدبختیوں کو دیکھنے کے بعد یہ سوال کرے کہ ان کا کیا علاج ہوسکتا ہے تو اس کو امام مالک رحمہ اللہ کے الفاظ میں ایک جملہ کے اندر جواب ملنا چاہئے کہ:

"لَا يُصْلِحُ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا بِمَا صَلَحَ بِهٖ اَوَّلُهَا۔"

یعنی امت کے آخری عہد کی اصلاح کبھی نہ ہوسکے گی، تاوقتیکہ وہی طریقہ اختیار نہ کیا جائے جس سے اس کے ابتدائی عہد نے اصلاح پائی تھی۔

اور وہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ کتاب وسنت کی طرف رجوع کیا جائے اور ہر اس دعوت کو جو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے آئے، اسے دلی قبولیت کے ساتھ سنا جائے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ۔ (الانفال)

ترجمہ: "مسلمانو! اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول جب تمہیں بلائیں تو ان کی دعوت پر لبیک کہو کہ ان کی دعوت حیات بخش ہے۔"

یہ صلاحیت اور آمادگی اسی صورت میں ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت اور ان کے احکام کی عزت وحرمت دنیا کی تمام محبتوں اور عزتوں پر غالب ہو اور ان کی

محبت دل کی گہرائیوں میں اس طرح نشیمن بنا چکی ہو کہ اعزہ و اقارب کی محبت، امراء و سلاطین کی عزت و حرمت، غرض دنیا کی ہر وہ چیز جس میں کچھ بھی محبوبیت ہو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقابلہ میں کوئی قدر و قیمت نہ رکھتی ہو۔ حتیٰ کہ محبت کی کوئی ایسی شکل جو انسانی نفس اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے تجویز کرے، مگر اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اس کے دیارِ محبت کے خلاف سمجھے تو اس کو بھی شیطانی وسوسہ سمجھ کر فوراً چھوڑ دے تو اس کے بعد محبّ صادق کو اللہ بزرگ و برتر کی محبوبیت کا یقیناً شرف حاصل ہوتا ہے۔

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ۔ (آل عمران آیت ۳۱)

ترجمہ: ''یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اس سے تم محبوب الٰہی بن جاؤ گے۔''

## سلف صالحین کی مساعی جمیلہ

یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اسلام کا ابتدائی عہد یمن و برکت اور ہدایت وسعادت کی دولت سے مالا مال اور ہر قسم کی بدعات و رسوم کی آمیزش سے پاک وصاف تھا۔ کیونکہ سلف صالحین، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، محدثین اور ائمہ دین رحمہم اللہ نے اسلام کی حقیقی تعلیم کو ہر قسم کی خارج گمراہیوں اور غیر دینی اثرات و اختلاطات سے محفوظ رکھنے کے لیے ہر طرح کی کوشش فرمائی۔ وہ اس چیز کو سمجھ چکے تھے کہ آج اسلام کی نشو و نماء اجتماعی کا ابتدائی دور ہے اور اس کے سرچشمے پھوٹ پھوٹ کر بہ رہے ہیں اور ایک تنکا بھی اگر ان کی راہ میں آگیا تو ڈر ہے یہی تنکے جمع ہو کر ایک دن بڑی بڑی نہروں کے سرچشموں کو بند کر دیں گے وہ اسلام کی حفاظت کے لیے کمربستہ ہو گئے۔ ان کی مثال اس جانباز عاشق کی سی تھی جو اپنے معشوق کے تلووں میں ایک کانٹے کی چبھن بھی دیکھتا ہے تو اس زور سے چیختا ہے گویا اس کے پہلو میں خنجر نے شگاف کر دیا۔ وہ اس ایک ایک تنکے اور مٹی کے ایک ایک ذرے کو اسلام کی راہ

سے ہٹانے کے لیے اپنی عزیز سے عزیز متاع قربان کر دینے کے لیے آمادہ رہتے تھے۔ اگر اس وقت صدیق امت اور خلیفہ اسلام (سیدنا) ابوبکرؓ، سیدنا فاروق اعظم ،عمر اور دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے بعد محدثین و ائمہ دین رحمۃ اللہ علیہم کے دلوں کو اللہ تعالیٰ اپنے الہام سے معمور نہ کر دیتا اور وہ ایک داخلی جہادِ عظیم سے ان تمام فتنوں اور بدعتوں کا سدباب نہ فرما دیتے تو آج دنیا میں اسلام کی بھی وہی حالت ہوتی جو دنیا کے تمام محرف اور مسخ شدہ مذاہب کی نظر آ رہی ہے اور اس کی حقیقی تعلیمات کو بھی طرح طرح کی بدعات و محدثات کا سیلاب بہا کر لے گیا ہوتا اور آج ڈھونڈنے سے بھی ان کا پتہ نہ چلتا۔

سلف نے اسلام کے جن اہم اور بلند مقاصد کی بناء پر بدعات و محدثات اور خارجی گمراہیوں کا جس قوت اور سرفروشی سے مقابلہ کیا اور کسی شکل کو بھی اس میں گوارا نہ کیا۔ تو واقعات نے ثابت کر دیا کہ وہ یکسر صحیح و واقعی تھے، ہم دیکھ رہے ہیں کہ انہی مسائل نے بالآخر اسلام کی حقیقی تعلیم کو طرح طرح کی خارجی ضلالتوں سے آلودہ کیا اور افسوس کہ مسلمان ان فتنوں سے نہ بچ سکے جو ان سے پہلی قوموں میں موجب ضلالت ہو چکے تھے۔

## فتنۂ قبور

مسلمانوں میں جن مسائل نے اختلاف و تحریف کی بنیادیں رکھی ہیں اور ان کو کتاب و سنت کی صراط مستقیم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسوۂ حسنہ سے انحراف کی راہ دکھائی۔ ایک اہم مسئلہ مقبروں کی تعمیر اور وہاں خشوع و خضوع کے ساتھ دعائیں مانگنا اور قبور مزارات کو تقرب الی اللہ اور قبولیت دعا کا بہترین مقام سمجھنا۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد رشید حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر اپنی متعدد تصانیف میں نہایت شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ آج میں چاہتا ہوں کہ ان اہم اور لطیف مباحث میں سے چند آپ کے سامنے کسی قدر اختصار کے ساتھ پیش کروں۔

## قبر پرستی کیونکر پھیلی

اس سلسلہ میں سب سے پہلے اس پر غور کرنا چاہیے کہ دنیا میں قبر پرستی کیسے پھیلی؟ اس کے اسباب و وجوہ کیا ہیں اور ان کا انسداد کیسے کیا جا سکتا ہے، سب سے پہلے یہ فتنہ نوح علیہ السلام کی قوم میں پیدا ہوا، جیسا کہ قرآن کریم میں نوح علیہ السلام کی مساعی تبلیغ توحید کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِیْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ یَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ۝ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ۝ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا یَغُوْثَ وَیَعُوْقَ وَنَسْرًا۔ (سورہ نوح، آیت ۲۳)

ترجمہ: ''نوح علیہ السلام نے کہا اے میرے رب میری قوم نے میری نافرمانی کی اور اس شخص کی پیروی کی جس کو اس کے مال و اولاد نے سوائے خسارہ کے کچھ فائدہ نہیں پہنچایا (یعنی اپنے مال داروں کا کہا مانا) اور انہوں نے بڑے مکر و فریب سے کام کیا اور کہا کہ ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا اور نہ ہی ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر رحمہم اللہ کو چھوڑنا (یہ نوح علیہ السلام کی قوم کے بتوں کے نام ہیں)۔''

ابن عباس اور بہت سے صحابہ کرام اور تابعین رحمہم اللہ سے روایت ہے کہ یہ نوح علیہ السلام کی قوم کے صالح لوگوں کے نام ہیں۔ جب وہ فوت ہو گئے تو لوگوں نے ان کی قبروں پر بیٹھ شروع کر دیا اور دعاء و عبادت کے لیے ان کو بہترین مقام سمجھنا شروع کر دیا، کچھ عرصہ بعد ان کی تصویریں بنائی گئیں، پھر فرط عقیدت میں تصویروں کی جگہ ان کا مجسمہ اور بت بنانے شروع کر دیئے، حتیٰ کہ اس حد سے بڑھی ہوئی عقیدت مندی نے ان کو بتوں مجسموں کی عبادت پر آمادہ کر لیا۔

صحیحین میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ملک شام کے ایک گرجہ اور اس میں جو تصاویر تھیں ان کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا ان سب میں جب کوئی صالح اور نیک فوت ہو جاتا تو وہ لوگ اس کی قبر پر

مسجد بناتے اور اس کی تصویر وہاں رکھتے اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔ (بخاری شریف)

صحیح مسلم میں سیدنا جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

اَلَا مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ کَانُوْا یَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِهِمْ وَصَالِحِیْهِمْ مَسَاجِدَ فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ فَاِنَّمَا اَنْهَاکُمْ عَنْ ذٰلِکَ۔ (مسلم شریف)

"دیکھو! تم سے پہلی امتوں نے انبیاء اور صلحاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا تھا۔ تم قبروں کو عبادت گاہ نہ بناؤ میں تم کو اس سبات سے سختی کے ساتھ منع کرتا ہوں۔"

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اس فتنے سے بچنے کی تاکید فرمائی۔ اس کے علاوہ بھی متعدد احادیث ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی طریقوں سے امت کو اس فتنہ سے بچانے کی کوشش کی۔

## شیطانی تعلیم کے درجہ بدرجہ اسباق

لیکن اس سے پہلے کہ ان طریقوں کو بیان کیا جائے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فتنہ سے محفوظ رہنے کے لیے فرمائے ہیں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس بات کا تذکرہ ہو جائے کہ شیطان یا شیطانی جماعتیں کس طرح لوگوں کو آہستہ آہستہ اور درجہ بدرجہ اس فتنہ میں مبتلا کرتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جیسے جیسے امت کتاب وسنت سے محروم ہوتی چلی گئی ایسے ہی شیطان اور اس کے متبعین کا اقتدار وتسلط بڑھتا گیا اور اس کے مکروفریب میں نادان اور بے خبر لوگ مبتلا ہوتے گئے۔ شیطان کی فریب کارانہ چالیں یا اس کی درجہ بدرجہ تعلیم پہلے بیان کی جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ تمام طریقے بیان کیے جائیں گے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فتنہ سے بچنے کے لیے ارشاد فرمائے ہیں۔

## پہلا سبق

سب سے پہلے شیطان اپنے مرید کو یہ سکھاتا ہے کہ قبر کے پاس دعا کرنا چاہیے۔ چنانچہ شیطان کا مرید قبر کے پاس جا کر عاجزی اور دل سوزی سے دعا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ قبر کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی عاجزی اور ذلت کی وجہ سے اس کی دُعا قبول کر لیتا ہے، کیونکہ اگر وہ اس سوز و گداز سے دکان، شراب خانہ، حمام یا بازار میں بھی دعا کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کر لیتا ہے۔ جبکہ جاہل آدمی تو یہی سمجھتا ہے کہ اس دعا کی قبولیت میں قبر کا بڑا دخل ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر لاچار شخص کی دعاء قبول کرتا ہے اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو اور یہ بھی ضروری نہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کی دعا قبول کرتا ہے اس سے راضی ہوتا ہے اور اس کو دوست رکھتا ہے یا اس کے فعل کو پسند کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو نیک و بد، مومن و کافر، ہر ایک کی دعا قبول کرتا ہے۔

بہت سے لوگ ایسی دعا مانگتے ہیں جس میں وہ حد شریعت سے تجاوز کر جاتے ہیں یا شرک کرتے ہیں یا دعا میں ایسے سوال کرتے ہیں جو ناجائز ہیں اور ان کی ساری یا بعض مرادیں پوری ہو جاتی ہیں اور وہ یہ خیال کرنے لگ جاتے ہیں کہ ان کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے اور ان کی حالت اس شخص کی سی ہو جاتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ مال اور اولاد سے ڈھیل دیتا ہے اور وہ یہی سمجھتا رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو کر اس کو ہر طرح کی بھلائی پہنچاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ۔

(سورۂ انعام، رکوع ۵، آیت ۴۴)

ترجمہ: ”جب ان نافرمانوں نے نصیحت الٰہی کو فراموش کر دیا تو ہم نے ان پر ہر نعمت کے دروازے کھول دیئے۔“

دعا دو قسم کی ہے ایک تو عبادت ہے جس پر دعا کرنے والا ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔

دوسری کسی حاجت کا سوال ہے جو پوری تو ہو جاتی ہے لیکن وہ دعا کرنے والے کے لیے باعث تکلیف بن جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کر لیتا ہے لیکن جو اس نے اللہ تعالیٰ کے حقوق ضائع کرنے اور اس کی حدود کو توڑنے کی جرأت کی ہوتی ہے اس کے بدلہ میں اس کو عذاب بھی کرتا ہے۔

الغرض شیطان آہستہ آہستہ اپنے مکر کے جال میں انسان کو پھنساتا ہے اور اس کو کہتا ہے کہ قبر کے پاس بہت اچھی طرح دعا کرنا چاہیے اور یہ بھی کہ اس جگہ دعا کرنا مسجد میں اور سحر کے وقت (جس وقت میں دعا کی قبولیت کی نبی ﷺ نے خبر دی ہے) دعا کرنے سے بہتر ہے، جب شیطان یہ سبق ازبر کرا لیتا ہے تو پھر دوسرا سبق شروع ہوتا ہے۔

## دوسرا سبق

اب وہ اس کو کہتا ہے کہ جو کچھ مانگنا ہے اس قبر والے بزرگ کے طفیل مانگو اور اللہ تعالیٰ کو اس مقرب بندہ کی قسم دو تو تمہاری دعا ضرور قبول ہوگی۔ اور یہ پہلے سبق کے مقابلہ میں زیادہ برا فعل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بلند ہے کہ اس کو کسی بندہ کی قسم دی جائے یا کسی بندہ کے طفیل اس سے کچھ مانگا جائے۔

## تیسرا سبق

جب اس شخص کے دل میں یہ بات ذہن نشین ہو جاتی ہے کہ اس بزرگ کی قسم اللہ تعالیٰ کو دینے اور اس کے طفیل یا اس کے حق سے دعا مانگنے میں اس کی بہت عزت اور تعظیم ہے اور حاجات کے پورا کرنے میں یہ زیادہ موثر ہے تو پھر شیطان اس کو تیسرا سبق پڑھاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اب اسی بزرگ سے مانگو اور اسی کی نذر و نیاز دیا کرو۔

## چوتھا سبق

پھر اس کے بعد دوسرا درجہ یہ ہے کہ اس بزرگ کی قبر کو بت بنایا جائے اور اس پر بیٹھا جائے اس پر قندیل اور شمع جلائی جائے اور اس پر پردے لٹکائے جائیں اور اس پر مسجد بنائی

جائے اور سجدہ اور طواف اور بوسہ دینے اور ہاتھ لگانے اور اس کا قصد کرنے اور اس کے پاس جانور ذبح کرنے سے اس کی عبادت کی جائے۔

## پانچواں سبق

پھر صرف ایک درجہ باقی رہ جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگوں کو اس کی عبادت کی طرف بلایا جائے، اس پر میلے لگائے جائیں اور اعمال حج اس جگہ اس قبر والے کے لیے ادا کیے جائیں (بلکہ حج بیت اللہ سے اس کے میلے کو بہتر سمجھا جائے، چنانچہ بہت جاہل کہتے ہیں کہ خواجہ اجمیر شریف کے ایک میلہ کے کرنے سے سات حج کا ثواب ملتا ہے، وغیرہ وغیرہ نعوذ باللہ) اور ان کو یہ سمجھایا جائے کہ یہ سب امور ان کے لیے دنیا اور آخرت میں بہت مفید ہیں۔

شیخ ابن قیم رحمہ اللہ ''اغاثۃ'' میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں۔

قبروں کے پاس جو بدعات کی جاتی ہیں ان کے کئی درجات ہیں۔ سو شریعت سے بہت دور یہ ہے کہ انسان مردہ سے اپنی حاجت طلب کرے اور اس سے فریاد رسی چاہے جیسا کہ بہت لوگ کرتے ہیں اور یہ لوگ بت پرستوں کی جنس سے ہیں، اس لیے بعض اوقات شیطان اس مردہ کی شکل میں ان کے سامنے آتا ہے جیسا کہ بت پرستوں کے سامنے بھی ان کے معبود کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ پس جب کوئی بت پرست اپنے معبود کو جس کی وہ تعظیم کرتا ہے، بلائے تو شیطان اس کی شکل اختیار کر کے اس کے سامنے موجود ہوتا ہے اور یہ بعض غائب امور کے متعلق ان سے کلام کرتا ہے کیونکہ شیطان بنی آدم کے گمراہ کرنے میں مقدور بھر کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح جو لوگ سورج اور چاند اور ستاروں کی پوجا کرتے ہیں اور ان کو پکارتے ہیں، ان کے سامنے بھی شیطان انسانی شکل میں آ کر کلام کرتا ہے اور بعض باتیں بتا جاتا ہے اور وہ لوگ اس کو ستاروں کی روحانیت سے تعبیر کرتے ہیں۔ در حقیقت وہ شیطان ہوتا ہے اگر وہ بعض مقاصد میں انسان کی مدد بھی کرتا ہے لیکن اس کو اس سے کئی گنا نقصان بھی پہنچا دیتا ہے۔

اس طور پر قبروں کے پاس قبر پرستوں پر بھی کئی حالات ظاہر ہوتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کرامات ہیں اور درحقیقت وہ شیطان کا فریب ہوتا ہے مثلاً جس مردہ کی کرامت کا لوگوں کو گمان ہوتا ہے جب کوئی مرگی والا مریض اس کی قبر کے پاس لا کر ڈالا جاتا ہے تو جن (شیطان) اس سے اتر جاتا ہے تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے۔

## فتنہ قبر پرستی کے انسداد کیلئے وسائل و ذرائع

نبی ﷺ نے اس فتنہ عظیمہ سے اپنی امت کو بچانے کے لیے جو وسائل و ذرائع بیان فرمائے ہیں، اب انہیں بیان کیا جاتا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ آج امت مسلمہ کو اس طوفان سے بچانے کے لیے اگر کوئی ذریعہ ہوسکتا ہے تو وہ وہی ہے جو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

### پہلا ذریعہ

نبی ﷺ کا قبروں کو مساجد بنانے سے روکنے کے متعلق صحیح مسلم میں سیدنا جندب بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کی وفات سے پانچ روز پیشتر سنا کہ آپ فرماتے تھے خبردار جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مساجد بناتے تھے۔ خبردار! قبروں کو مسجدیں نہ بنانا میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔

صحیحین (بخاری اور مسلم) میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مرض میں جس سے آپ عہدہ براء نہ ہوئے فرمایا، یہود اور نصاریٰ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مساجد بنا دیا۔ اس سے آپ اپنی امت کو ان افعال سے ڈراتے تھے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اگر اس بات کا خطرہ نہ ہوتا تو آپ کی قبر کھلی جگہ بنائی جاتی، لیکن اس بات کا خطرہ تھا کہ وہ بھی مسجد نہ بنائی جائے، یہ خطرہ نبی ﷺ کی قبر کے کھلے میدان میں بنائے جانے سے روکنے کی وجہ سے ہے، کیونکہ آپ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں موضع دفن کی نسبت اختلاف ہوا۔ حتیٰ

کہ انہوں نے نبی ﷺ کا فرمان سنا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اسی جگہ دفن کیے جاتے ہیں جہاں وہ وفات پائیں، چونکہ یہ انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے اس لیے آپ کو ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں دفن کیا گیا اور جیسے کہ رواج تھا صحرا میں دفن نہ کیے گئے، تا کہ آپ کی قبر پر نماز نہ پڑھی جائے اور لوگ اس کو مسجد نہ بنالیں، کیونکہ نبی ﷺ نے آخر عمر میں قبروں کو مساجد بنانے سے روکا، پھر اہل کتاب میں سے ان لوگوں پر جنہوں نے ایسا کیا لعنت کی تا کہ آپ ﷺ کی امت ان افعال سے باز رہے۔

اسی صحیح اور صریح سنت کی متابعت کی بناء پر عامہ طوائف نے قبروں پر بنائے مسجد سے صریح طور پر اور صاف الفاظ میں روکا ہے۔ اور امام احمد امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ کے اصحاب نے اس کی حرمت پر تصریح کی ہے اور بعض علماء نے اس کو مطلقاً مکروہ کہا ہے۔ لیکن ان علماء پر حسن ظن کا تقاضا یہی ہے کہ ان کی اس کراہت کو کراہت تحریمی ہی سمجھا جائے۔ کیونکہ ہم ان پر یہ گمان نہیں کر سکتے کہ وہ ایسے فعل کو جس کی نہی اور اس کے فاعل کے ملعون ہونے پر نبی ﷺ کا حکم حد تواتر کو پہنچ گیا ہو، جائز قرار دیں۔

## دوسرا ذریعہ

رسول اللہ ﷺ کا قبروں پر چراغ جلانے سے روکنا۔ امام احمد رحمہ اللہ اور اہل سنن نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور ان پر مساجد بنانے والوں اور ان پر چراغ جلانے والوں پر لعنت کی ہے، پس جس فعل پر رسول اللہ ﷺ لعنت کریں، تو وہ کبیرہ گناہ ہوتا ہے اور فقہا نے ایسے فعل کو صراحۃً حرام کہا ہے۔

ابو محمد مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر قبروں پر چراغ جلانا مباح ہوتا تو اس کے فاعل پر لعنت نہ کی جاتی، حالانکہ اس پر لعنت کی گئی ہے، پس اس میں ایک تو مال بے فائدہ ضائع ہوتا ہے، دوسرا تعظیم قبور میں افراط ہے جو بتوں کی تعظیم کے مشابہ ہے۔ اسی لیے علماء نے کہا کہ

قبروں پر شمع یا چراغ جلانے یا تیل دینے کی نذر جائز نہیں، کیونکہ یہ نذر معصیت ہے اور بالاتفاق اس نذر کا پورا کرنا جائز نہیں۔ نیز کہا کہ اس غرض سے کسی چیز کو قبروں پر وقف کر دینا بھی جائز نہیں، کیونکہ یہ وقف صحیح نہیں اور اس کو نافذ کرنا حلال نہیں۔

## تیسرا ذریعہ

نبی ﷺ کا قبروں کو پختہ بنانے اور اس پر عمارت بنانے سے روکا ہے، صحیح مسلم میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے قبروں کو پختہ کرنے اور ان پر عمارت بنانے سے منع فرمایا۔ علماء نے کہا ہے کہ اس میں دو صورتوں کی ممانعت کا احتمال ہے۔ ایک یہ کہ ان پر پتھروں یا ان کی مانند اور چیزوں سے بنا کرنا۔ دوسرا یہ کہ ان پر خیمہ وغیرہ نصب کرنا۔ ان دونوں صورتوں سے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے، کیونکہ ان میں کوئی فائدہ نہیں، اس کا مال بھی بے فائدہ ضائع ہوتا ہے اور نیز یہ اہل جاہلیت کا فعل ہے۔

## چوتھا ذریعہ

نبی ﷺ کا قبروں پر کتابت کرنے (لکھنے) سے منع کرنا۔

سنن ابی داؤد میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو پختہ کرنے اور ان پر لکھنے سے منع فرمایا۔

## پانچواں ذریعہ

رسول اللہ ﷺ کا قبروں پر ان کی کھدائی سے نکلی ہوئی سے زائد مٹی ڈالنے سے منع فرمایا۔

سنن ابی داؤد میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو پکا کرنے، ان پر لکھنے اور ان پر زائد مٹی ڈالنے سے منع فرمایا۔

## چھٹا ذریعہ

نبی ﷺ کا قبر کے پاس نماز پڑھنے سے منع فرمانا۔

صحیح مسلم میں سیدنا مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ قبروں کے اوپر نہ بیٹھو اور نہ ان کی طرف نماز پڑھو اور سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمام زمین مسجد ہے، سوائے مقبرہ اور حمام کے، اس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ اور اہل سنن نے روایت کیا ہے۔

اس بارہ میں نہی اور سخت ممانعت کی روایت کثرت سے آئی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قبروں کو نماز کے لیے مخصوص کرنے میں بت پرستوں کے ساتھ مشابہت ہے جو بتوں کی تعظیم کے لیے ان کے آگے سجدہ کرتے اور ان کا قرب حاصل کرتے ہیں۔ اور ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں کہ بت پرستی کی ابتداء اسی فتنہ قبور سے ہوئی تھی۔ اور اسی لیے نبی ﷺ نے اہل کتاب پر لعنت کی۔ کیونکہ انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مساجد بنایا۔

شیخ ابن القیم رحمہ اللہ اغاثۃ اللھفان میں اپنے استاد شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ جس کی وجہ سے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبروں پر مساجد بنانے سے منع فرمایا یہ وہ علت ہے جس نے بہت سی امتوں کو یا تو شرک اکبر یا اس سے کم درجہ کے شرک میں مبتلا کیا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے شخص کی قبر کے ساتھ شرک کرنا جس کی نسبت انسان کا خیال صلاحیت اور نیکی کا ہو انسان کو زیادہ مائل کرتا ہے بہ نسبت اس کے شرک کے کسی درخت یا پتھر کے ساتھ، اسی لیے تم دیکھو گے کہ بہت سے لوگ قبروں کے پاس خشوع اور خضوع اور گریہ زاری کرتے ہیں اور دل سے ایسی عبادت کرتے ہیں جو مسجد میں نہیں کرتے اور نہ پچھلی رات میں ایسی عبادت کرتے ہیں، بعض ان میں سے قبروں کے آگے سجدہ کرتے ہیں اور اکثر قبروں کے پاس نماز ادا کرنے میں ایسی برکت کے امیدوار ہوتے ہیں، جس کی امید انہیں مسجد میں ادا کی ہوئی نماز سے نہیں ہوتی۔ اسی خرابی کی وجہ سے نبی ﷺ نے اس عقیدہ کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا اور قبرستان میں مطلقاً نماز ادا کرنے سے روک دیا۔ خواہ وہاں نماز پڑھنے والے کا قصد قبر کے پاس نماز ادا کرنے کا نہ ہو اور نیز آپ نے طلوع اور غروب اور استوائے شمس کے وقت نماز کے ادا کرنے سے منع فرمایا، کیونکہ یہ

ایسے اوقات ہیں جن میں مشرکین سورج کی عبادت کرتے ہیں۔ پس اپنی امت کو ان اوقات میں نماز سے بالکل منع کر دیا اگرچہ ان کا ارادہ مشرکین کا سا نہ ہو۔

اگر کوئی شخص قبر کے پاس اس نیت سے نماز ادا کرے کہ اس جگہ میں نماز ادا کرنے میں برکت ہوگی تو یہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی سراسر دشمنی اور آپ کے دین کی مخالفت اور ایسے دین کا گھڑنا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا، کیونکہ عبادات کی بنا موافقت سنت اور اتباع رسول ہے۔ ابتداع اور خواہش نفسانی پر نہیں، سو بلاشک تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے اور یہ انہوں نے اپنے نبی ﷺ کے دین سے بدیہی اور ضروری طور سے معلوم کیا ہے کہ مقبرہ کے پاس نماز منع ہے، چہ جائیکہ اس کو زیادہ باعث تبریک و بہبودی سمجھا جائے۔

## ساتواں ذریعہ

رسول اللہ ﷺ کا قبروں کا ہموار کرنے کا حکم دینا۔ صحیح مسلم میں ابوالہیاج اسدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کیا میں تجھے اس کام پر نہ بھیجوں جس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو بھیجا تھا اور وہ یہ تھا کہ جو تصویر دیکھے اسے مٹا دے اور جو اونچی قبر دیکھے اسے ہموار کر دے۔

## آٹھواں ذریعہ

رسول اللہ ﷺ کا قبروں کو عید (میلہ کی جگہ) بنانے سے منع فرمانا:

سنن ابی داؤد میں اسناد حسن سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تم اپنے گھروں کو قبریں مت بناؤ (یعنی ان میں نوافل پڑھا کرو) اور میری قبر کو عید (میلہ کی جگہ) نہ بنانا اور مجھ پر درود بھیجتے رہنا، کیونکہ تمہارا درود مجھ کو پہنچ جائے گا، تم جہاں کہیں بھی ہوگے۔

اور مسند ابی یعلیٰ موصلی میں علی بن حسین (زین العابدین) سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نبی ﷺ کی قبر کے پاس ایک دریچہ کے پاس آتا، اس میں داخل ہوتا اور دعا کرتا ہے تو آپ نے اسے منع فرمایا اور کہا کیا میں تمہیں ایک حدیث سناؤں

جو میں نے اپنے والد (سیدنا حسین رضی اللہ عنہ) سے سنی اور انہوں نے میرے دادا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سنی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی، آپ نے فرمایا میری قبر کو عید نہ بنانا اور نہ اپنے گھروں کو قبریں، تمہارا اسلام جہاں کہیں تم ہو، مجھے پہنچ جاتا ہے۔"

اور کہا سعید بن منصور نے خبر دی ہم کو سیدنا عبدالعزیز بن محمد نے، انہوں نے کہا ہم کو خبر دی سہیل بن ابی سہیل نے کہا کہ حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہم) نے قبر شریف کے پاس دیکھا۔ انہوں نے مجھے سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے بلایا اور وہ رات کا کھانا کھا رہے تھے اور فرمایا آؤ کھانا کھاؤ، میں نے کہا مجھے خواہش نہیں، پھر انہوں نے فرمایا میں نے تمہیں قبر کے پاس کیوں دیکھا؟ میں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ نے فرمایا کیا تو اسی لیے مسجد میں داخل ہوا تھا پھر فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے گھر کو عید اور اپنے گھر کو قبریں نہ بناؤ اور مجھ پر درود بھیجو تمہارا درود مجھ کو پہنچتا ہے تم جہاں کہیں تم ہو۔ سو تم اور اندلس کے رہنے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس اعتبار سے بالکل برابر قرب رکھتے ہیں۔

پس جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سید القبور ہے اور روئے زمین کی تمام قبروں سے افضل ہے اور آپ نے اس کو عید (میلہ کی جگہ) بنانے سے منع فرمایا ہے تو کسی اور قبر کے متعلق نہی بطریق اولیٰ ہوگی، خواہ کسی ولی کی شہید کی یا کسی اور نبی کی ہی کیوں نہ ہو۔

پھر اس کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور نہی ملا دی اور فرمایا کہ اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے اس بات پر کہ اپنے گھروں میں نفل نمازیں اہتمام سے پڑھا کرو تا کہ وہ بمنزلہ قبور نہ بن جائیں اور ساتھ ہی قبروں کے پاس نماز پڑھنے سے بھی منع فرمایا اور اس امر کے ساتھ یہ حکم دیا کہ مجھ پر درود بھیجا کرو کیونکہ تمہارا درود جس جگہ تم ہو مجھے پہنچ جاتا ہے اور یہ حکم دے کر اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ تمہارا درود و سلام نزدیک و دور سے مجھے پہنچ جاتا ہے۔ پس تمہیں کوئی ضرورت نہیں کہ تم قبر کو عید (میلہ گاہ) بناؤ۔

# آہ یہ مناظر

از: ماہر القادری

ہر طرف خیمے لگے ہیں دور تک بازار ہے
یہ نمائش ہے کوئی میلہ ہے یا تہوار ہے

ہے یہ تقریب عقیدے عرس ہے اک پیر کا
کام کرتی ہے یہاں کی خاک بھی اکسیر کا

اک طوائف گا رہی ہے سامنے درگاہ کے
کیا مزے ہیں حضرت قبلہ سہاگن شاہ کے

عورتوں کی بھیڑ میں نظارہ ٹھوکر کھائے ہے
اس ہجوم رنگ و بو میں کب خدا یاد آئے ہے

مقبروں کی جالیوں پر عرضیاں لٹکی ہوئی
یہ وہ منزل ہے جہاں ہیں نیکیاں بھٹکی ہوئی

ان میں لکھا ہے ہماری جھولیاں بھر دیجئے
درد دل سن لیجئے مشکل کشائی کیجئے

آپ کو اللہ نے سب کچھ دیا ہے اختیار
میرا گل بھی ہے بہت مدت سے بے فصل بہار

یہ ملیدے یہ بتاشے یہ مٹھائی کے طباق
یہ عقیدے کا تموج یہ وفور اشتیاق

چادریں چڑھتی ہوئی ڈھولک بھی ہے بجتی ہوئی
یہ موحد ہیں جو پوجا کر رہے ہیں پیر کی

کوئی سجدے میں جھکا ہے کوئی مصروف طواف
تھام رکھا ہے کسی نے دونوں ہاتھوں سے غلاف

رو رہا ہے کوئی چوکھٹ ہی پہ سر رکھے ہوئے
ہیں کسی کے ہاتھ بہر التجا اٹھے ہوئے

سن برستا ہے یہاں چاندی اُگاتی ہے زمیں
آخرت کی یاد اس جا پاؤں رکھ سکتی نہیں

زائروں کے خود مجاور ہی جھکا دیتے ہیں سر
مور کے پنکھوں کے سائے میں کلاوے باندھ کر

ہے یہ تعلیم نبی فرمانِ قرآن کریم
ہے ہر اک بدعت ضلالت شرک ہے ظلم عظیم

بدعتوں ہی بدعتوں کی ہر طرف شیشہ گری
اس طرح تردید فرمان رسول اللہ کی

مدعی توحید کے اور شرک سے یہ ساز باز
اک طرف قبروں پہ سجدہ دوسری جانب نماز

التجا فریاد استمداد غیر اللہ سے
یہ نہیں ہے شرک تو پھر شرک کس کا نام ہے؟

تا بہ کہ یہ کھیل دنیا کو دکھایا جائے گا
مضحکہ توحید کا کب تک اڑایا جائے گا؟

# سفیدی پر سیاہی

از: مست گنوری

سجدے بھی کیے خاک مزاروں کی بھی چاٹی بتلاؤ تو کیا ہیں یہی احکام الٰہی
جو بات تمہاری ہے شریعت سے الگ ہے دو دن بھی نہ فرمان محمد سے نباہی
مسجد سے تمہیں عار مزاروں سے عقیدت اللہ کرے دور دلوں سے یہ سیاہی
غیرت کی ہے یہ بات بڑے شرم کی جا ہے ہو شرک کا سالار محمد کا سپاہی
کیا کیا نہ مزاروں پہ ان آنکھوں نے دکھایا توبہ ہے الٰہی مری توبہ ہے الٰہی
سرشار عقیدت تجھے یہ بھی نہیں معلوم ہوتی ہے ذرا سے میں سفیدی پہ سیاہی

# بدعت پرست

از: فرق جامی

نت نئی بدعت پرستی امت مرحوم کی نو بنو عرسوں کا میلوں کا یہ تزک و احتشام
زمزمے قوالیوں کے اور یہ ڈھولک کا شور لوگ جن پر ناچتے ہیں مست ہو ہو کر مدام
رہ گئے قبروں کے پتھر سجدہ ریزی کے لیے ہو چکا رخصت دلوں سے مسجدوں کا احترام
مانگی جاتی ہیں مزاروں سے مرادیں رات دن بن چکی ہیں قبلہ حاجات قبریں لا کلام
سر بتوں کے سامنے غیروں کا جھکنا کافری اور مسلمانوں کے سجدے سجدھائے احترام
دین کی تعلیم جنس خام ہو کر رہ گئی حق پرستی کفر کا پیغام ہو کر رہ گئی